ضیائے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

”میلاد منانا اللہ عزّ وجلّ کی سنّت ہے“

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی دَامَ فُیُوْضُھُمُ الْقُدْسِیَّۃ

ترتیب، تخریج وتحشیہ

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری مُدَّ ظِلُّہٗ

ناشر: انجمن ضیائے طیبہ (کراچی)

عرضِ ناشر

الحمدللہ علیٰ اِحسانہٖ، ”انجمن ضیاءِ طیبہ“ گذشتہ دو سال سے مسلکِ حقّہ اہلِ سنّت وجماعت کی ترویج واشاعت کے لئے خدمت میں مصروفِ عمل ہے۔ انجمن کی نسبت شیخ العرب والعجم قطبِ مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قُدِّسَ سِرُّہٗ سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنّی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی و نظریاتی راہ نمائی کے لئے اہم موضوعات پر تاحال تقریباً بیس کتب شائع کرنے کا شرفِ سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعدِ عشا ”الف مسجد“ کھارادر میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درسِ قرآن و احادیث کے اجتماعات بعنوان ”ضیائے قرآن“ منعقد ہوتے ہیں، جن میں مقتدر علمائے اہلِ سنّت محققانہ وناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبارِ موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ”انجمن ضیاءِ طیبہ“ کے تحت سنّی حاجیوں کی فکری و عملی راہ نمائی کے لئے ”المؤذّن حج گروپ“ کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لیے تربیتی کورسز، سوال وجواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسکِ حج و عمرہ کی ادائیگی کے لئے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب ”رسول اللہ ﷺ کا حج“ اور دیگر دُرود و سلام اور وظائف پر مشتمل کتاب ”ضیائے

دُرود" (مختلف دُرود خصوصاً دُرودِ اکبر)، "ضیائے طیبہ" (قصیدۂ بُردہ شریف)، "الوظیفۃ الکریمۃ" (اعلیٰ حضرت اور مشائخِ قادریہ کے معمولات و اَوراد و وظائف) کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

رسالۂ ہٰذا "ضیائے میلاد النبی ﷺ، میلاد منانا اللہ عَزَّوَجَلّ کی سنّت ہے" اہم موضوع پر مبنی ہے۔ یہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی دَامَ فُیُوْضُہُمُ الْقُدْسِیَّۃ کے خطابِ دل پذیر کو قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی ترتیب، نیز حوالہ جات کی تخریج، مولانا نسیم احمد صدّیقی نوری مُدَّظِلُّہٗ نے کی ہے۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ "ضیاء المجددین" تقریباً آٹھ جلدوں پر عنقریب شائع ہو گی، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَالرَّسُوْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) اپنے سنّی بھائیوں اور بہنوں سے استدعا ہے کہ "انجمن ضیاءِ طیبہ" کے لئے استقامت اور روز افزوں ترقی کی دعا کریں۔

اللہ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ تمام سنّیوں کا خاتمہ خیر پر فرمائے۔ آمین!

اُنھیں جانا، اُنھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد میں دنیا سے مسلمان گیا

(اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ)

سیّد اللہ رکھا قادری ضیائی

انجمن ضیاءِ طیبہ

(25/ربیع الاوّل1426ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ
فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا
شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ[1]

(پارہ18، سورۃ النور، آیت35)

(الف) وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔[2]

(رواہ الشیخان متفق علیہ)

(ب) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (رَوَاهُ الْبُخَارِىّ)[3]

(ج) مَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىْ فِى الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىّ)[4]

(ح) مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ[5]

---

[1] ترجمہ: بخدا! تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں (اُسے) اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (ترجمہ، نسیم احمد صدّیقی)

[2] ترجمہ: ہر کوئی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

[3] ترجمہ: جو مجھ سے محبّت رکھتا ہے، وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

[4] ترجمہ: جو جس سے محبّت کرتا ہے تو اسی کا ذکر کرتا ہے۔

(د) ذٰلِکَ یَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِیْہِ (رَوَاہُ الْمُسْلِم)[6]

قرآنِ پاک نور ہے، قرآنِ پاک کی 114 سورتوں میں ایک سورت کا نام سورۂ نور ہے، جس سورت سے تلاوت کی گئی ہے اُس سورت کا نام سورۂ نور ہے، قرآن نور ہے سورۂ نور ہے، سورۂ نور کی آیت 35 کا کافی وافی حصّہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس آیت کا نام بھی نور ہے، قرآن نور، سورت نور، آیت کا نام آیتِ نور، جن کے ذکرِ پاک کی محفل ہے وہ ہیں نورٌ علیٰ نور ﷺ، اللہ کریم نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط [7]

(ترجمہ) اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔

مفسرین کرام نے اس جملے کی دس تفسیریں بیان کی ہیں، جملہ یہی ہے، فقرہ یہی ہے تفسیریں اس کی دس ہیں سب برحق ہیں نو تفسیریں اُدھار (یعنی آئندہ کسی خطاب میں بیان کروں گا) اور ایک نقد۔

---

[5] ترجمہ: کسی نے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، "پیر کا دن اسی لائق ہے کہ میں اسی دن پیدا ہوا۔"

[6] مسلم شریف۔ مشکوٰۃ، صفحہ 791۔

[7] پارہ 18، سورۂ نور، آیت 35۔

نور مصدر بمعانِ "اسمِ فاعل" ہے، ،نور بمعانِ "منوّر" ہے؛ تو آیت کا مطلب یہ ہو گا، "اللہ تعالیٰ روشن کرنے والا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔"

مفسرین نے یہاں ایک سوال اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو کن چیزوں سے منوّر فرمایا، تو جواب بھی مفسرین نے لکھا،

"بِالشَّمسِ، وَالْقَمَرِ وَالْكَوَاكِبِ"[8]

اللہ نے آسمانوں کو روشن کیا سورج سے، چاند سے اور ستاروں سے۔

اور زمین کو روشن کرنے والا ہے، کس چیز سے؟......... مفسرین نے وضاحت کی،

"بِالْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ"[9]

اللہ نے زمین کو روشن کیا اولیاء سے اور انبیاء سے۔

اولیاءُ اللہ نے زمین پر قدم رکھا زمین روشن ہو گئی انبیائے کرام علیھم السّلام نے زمین پر قدم رکھا تو زمین ان کے قدم سے اللہ نے روشن کر دی، جب امام الانبیاء ﷺ

---

[8] تفسیر ابنِ جریر۔

[9] تفسیر ابنِ کثیر......... درِّ منثور۔

نے زمین پر قدم رکھا آپ کی والدۂ ماجدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ سلام اللّٰہ علیہا و رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"خَارَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ"[10]

میرے جسم سے نور ظاہر ہوا۔ میں نے مشرق و مغرب تک انوار دیکھے، مشرق و مغرب دیکھا، شام کے محلّات دیکھے، بُصرہ کا شہر دیکھا، اونٹوں کی قطار دیکھی، وہ اونٹ میرے لعل کی طرف سر جھکا کے سلاموں کا گجرہ پیش کر رہے تھے۔ تو واقعی میرے رب جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان برحق ہے کہ اللہ نے روشن کیا زمین کو اولیا کی وجہ سے اور انبیا کی وجہ سے، خصوصاً امام الانبیاء کی وجہ ہے۔

اس آیت کا اگلا جملہ ہے:

مَثَلُ نُوْرِہٖ.............اللہ کے نور کی مثل--------

اللہ کے نور سے کیا مراد ہے، اس کی چار تفسیریں ہیں، چاروں برحق ہیں:

---

[10] دلائل النبوّۃ بیہقی.............مسندِ امام احمد.............المستدرک للحاکم، جلدِ دوم، ص453۔

پہلی تفسیر: نُوْرُ اللّٰہ کَلَامُ اللّٰہ[11] .... **اللہ کا نور کلام اللہ ہے، قرآن اللہ کا نور ہے۔**

دوسری تفسیر: نُوْرُ اللّٰہِ مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ فِیْ قُلُوْبِ الْعَارِفِیْنَ[12] **اللہ کا نور اللہ کی معرفت ہے، عارفین و کاملین کے دل میں۔**

تیسری تفسیر: نُوْرُ اللّٰہِ طَاعَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ[13] **آمنہ کے لعل ﷺ کو دل دے کے عقائد و اعمال میں اُن کی مکمل تابع داری کرنا ہے، حضور ﷺ کو دل دے کے آپ کی مکمل تابع داری کرنا ہے، عقائد و اعمال میں اُن کی مکمل تابع داری کرنا ہے۔ حضور ﷺ کو دل دے کے آپ کی مکمل تابع داری کرے عقائد و اعمال میں، جس فرد کو اطاعتِ رسول ﷺ نصیب ہے اسے اطاعتِ خدا نصیب ہے، جسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نصیب نہیں وہ اندھیرے میں ہے، تاریکی میں ہے۔ اللہ کا نور، اسے نصیب ہے جسے حضور ﷺ کی مکمّل اطاعت نصیب ہے۔**

اِن تفاسیر کے مطابق چند احادیث ملاحظہ ہوں:

---

[11] تفسیر ابنِ جریر. .... تفسیر ابنِ کثیر .... تفسیر درِّ منثور ....روح المعانی۔

[12] تفسیر ابنِ جریر. .... تفسیر ابنِ کثیر .... تفسیر درِّ منثور .... روح المعانی۔

[13] تفسیر ابنِ جریر. .... تفسیر ابنِ کثیر .... تفسیر درِّ منثور .... روح المعانی۔

حدیث 1:

حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا[14] ....

"اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔"

حدیث 2:

حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام کا فرمان ہے:

(ترجمہ) "جو کسی نبی کی بے ادبی کرے وہ گستاخِ نبی، مرتد، واجب القتل ہے، اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گستاخ کوڑوں کا حق دار ہے۔"[15]

حدیث 3:

حضور ﷺ نے فرمایا:

---

[14] بخاری و مسلم۔

[15] کتاب الشفاء، جلدِ دوم.............. الصارم المسلموں لابن تیمیۃ۔

"اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قسم جب تک کہ میری محبّت تمہیں ماں باپ، اولاد، تمام لوگوں سے حتیٰ کہ جان سے بھی زیادہ نصیب نہیں ہو گی اس قت تک تم مومن نہیں ہو سکتے"۔[16]

حدیث4:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہر محبّ، محبوب کے ساتھ ہو گا، جس کو مجھ سے محبّت ہے وہ میرے ساتھ ہو گا"[17]

حدیث5:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ" (رَوَاہُ التِّرْمِذِیّ)[18]

---

[16] کتاب الشفاء، جلدِ دوم، صفحہ 15۔

[17] بخاری شریف، جلدِ اوّل، صفحہ 8۔

[18] جامع الترمذی۔

”جس کو مجھ سے محبّت ہے، وہ میرے ساتھ جنّت میں ہو گا۔“

حدیث6:

حضور نے فرمایا:

”جس کو مجھ سے محبّت ہے اور حسنین سے محبّت ہے اور حسنین کے والدین سے محبّت ہے، بہشت کے جس درجے میں رہوں گا ان کے محبّ کو بہشت کے اندر اپنے ساتھ اسی درجے میں رکھوں گا۔“ [19]

حدیث7:

حضور ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ“[20]

”جس کو جس سے محبّت ہو گی اس کا بار بار ذکر کرے گا۔“

حدیث8:

---

[19] المستدرک للحاکم .... الصواعق المحرقة، صفحہ 128۔

[20] زرقانی علی المواھب، جلد صفحہ 9، صفحہ 314۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: 1۔ توحید و رسالت......... 2۔ نماز قائم کرنا....... رمضان شریف کے روزے رکھنا............4۔ زکوٰۃ ادا کرنا ....5۔ حجِ بیت اللہ کرنا"۔ [21]

حدیث9:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"میرا دل چاہتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا............ جو نماز باجماعت نہیں پڑھتا اس کے گھر کو آگ لگا دوں۔"[22]

حدیث10:

حضور ﷺ نے فرمایا:

---

[21] بخاری شریف، جلد اوّل۔

[22] ابو داؤد۔

"جو پنج گانہ نماز پابندی سے پڑھے قیامت کے دن اس کے چہرے پر نور ہو گا، اور نجات کا پروانہ اس کے ہاتھ میں ہو گا، اور جو پنج گانہ نماز پابندی سے نہیں پڑھے گا، قیامت کے دن اس کے لئے نور نہیں ہو گا، نجات کا پروانہ اس کے ہاتھ میں نہیں ہو گا، بے نمازی قیامت کے دن فرعون، قارون، اور ہامان کے ساتھ ہو گا۔"[23]

حدیث 11:

حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

یارسول اللہ ﷺ! جتنے اعمالِ صالحہ ہیں سب سے زیادہ محبوب ترین نیکی اللہ کی بارگاہ میں کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "فرض نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا یہ نیکی تمام نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے"، پوچھا گیا، "نماز کے بعد؟" آپ ﷺ نے فرمایا، "والدین کی خدمت کرنا" پھر پوچھا گیا "اس کے بعد؟" آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔[24]

حدیث 12:

---

[23] سننِ دارمی۔

[24] سننِ دارمی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

”جو اولاد اپنے والدین کے چہرے کو پیار کی نگاہ سے دیکھے، ایک نظر کے بدلے اسے حجِ مقبول و منظور کا ثواب ملے گا۔“ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اگر والدین کے چہرے کو ایک دن میں دو سو مرتبہ پیار سے دیکھے تو کیا رب عَزَّ وَ جَلَّ دو سو حج کا ثواب دے گا؟ آقا ﷺ نے فرمایا، ”اللہ کے خزانے میں کمی نہیں ہے؛ بے شک دو سو مرتبہ جو والدین کو پیار کی نگاہ سے دیکھے گا، اللہ عَزَّ وَ جَلَّ اسے دو سو مقبول و منظور حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔“[25]

حدیث13:

حضور ﷺ نے فرمایا:

”میری شریعت میں ہزاروں احکام ہیں، ہزاروں پورے نہیں کر سکتے، چھ کام پورے کرو، تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں:

---

[25] حوالہ نہیں ملا۔

جو جائز وعدہ کرو پورا کرو...... امانت میں خیانت نہ کرو.......... نظر کی ضمانت دو (یعنی، جائز دیکھو، ناجائز نہ دیکھو)........ زبان کی ضمانت دو (سچ بولو، کلمۂ خیر بولو، جھوٹ نہ بولو، بہتان نہ باندھو، غیبت نہ کرو، سبّ شتم یعنی تبرانہ کرو) . ...ہاتھ کی ضمانت دو..........مجھے شرم گاہ کی ضمانت دو۔

ان چھ چیزوں کی تم مجھے ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"[26]

اللہ تعالیٰ اطاعتِ رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائے! اسی اطاعتِ رسول ﷺ میں خدا کا نور نصیب ہو گا، ورنہ ظلمات ہیں، اندھیرے، تاریکیاں ہیں۔ یہاں نظامِ مصطفیٰ کے ساتھ اس حدیث میں مقامِ مصطفیٰ بھی چمک رہا ہے۔ اگر فقیر منظور احمد فیضی آپ سے کہے کہ اس گھر میں تشریف فرما افراد، اگر تم یہ دس کام کرو یا پانچ کام کرو تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ کراچی کی ساری ملیں تمہارے حوالے کر دوں گا، حیدر آباد کے سارے کارخانے تمہارے حوالے کر دوں گا، اوکاڑا، فیصل آباد کی ساری کپڑے کی ملیں تمہارے حوالے کر دوں گا جتنی پاکستان میں شوگر ملیں ہیں اس کی ضمانت دیتا ہوں کہ تمہارے حوالے کر دوں گا، کوئی ضمانت پہ اعتبار نہیں کرے گا، اس لیے کہ میں ملوں کا مالک نہیں

---

[26] شعب الایمان۔

ہوں، نہ میری استطاعت ہے کہ ملوں کو خرید کر آپ کے حوالے کر دوں۔ جس چیز کی ضامن ضمانت دے اس کی ملکیت ہو، اس کے قبضے میں ہو۔ کچہری میں جا کر جب کوئی کسی کا ضامن ہوتا ہے، پچاس ہزار کی ضمانت ہے، لاکھ کی، یا دو لاکھ کی......تو صاحب پوچھتے ہیں کہ پرچۂ ملکیت پیش کرو۔ اتنی ہستی ہے؟ دو لاکھ ادا کر سکو گے؟ اگر پرچۂ ملکیت پیش کرے گا اپنی ہستی، دکان، مکان، پلاٹ وغیرہ، تو ضامن کی ضمانت قبول ہو گی، ورنہ قبول نہیں ہو گی۔ تو میرے آقا نے فرمایا کہ چھ کام تم کرو، میں تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔ مطلب جنّت میرے نبی ﷺ کی جاگیر ہے، حضور ﷺ جنّت کے مالک ہیں۔

مزید فرمایا کہ چلو چھ کام بھی پورے نہیں کر سکتے "مجھے دو کاموں کی ضمانت دو" فقط دو کام۔ کون سے دو کام؟ "دو جبڑوں کے درمیان منہ اور زبان، اس کی ضمانت دو" (یعنی، کھانا پینا حلال کا ہو، نشے سے پرہیز ہو، اکلِ حلال)

دوسرا دورانوں کے درمیان (یعنی شرم گاہ کی حفاظت)، کی ضمانت دو میں، تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں"۔(رَوَاہُ الْبُخَارِیّ)[27]

---

[27] الترغیب والترھیب، جلد 3، صفحہ 9386----- اَلْبُخَارِیّ۔

حدیث14:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان عورت میری شریعت کے ہزاروں احکاموں سے صرف چار کام کر لے، پنج گانہ نماز پڑھے......... رمضان شریف کے روزے رکھے......... اپنے بدن، عزّت کی حفاظت کرے .... اپنے مرد کی فرماں بردار رہے۔ اس عورت کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھلے ہیں، جس دروازے سے چاہے بہشت میں چلی جائے۔ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا، عذابِ قبر سے بچ جائے گی، قیامت کے دن حساب کتاب نہیں ہو گا، بہشت میں ایک دروازے سے جانے کی حق دار نہیں ہے، بلکہ آٹھوں دروازے اس کے لئے کھلے ہیں، جس دروازے سے مرضی آئے بہشت میں چلی جائے۔"[28]

یہ کچھ زبانِ رسالت ﷺ کے جواہر پارے پیش کیے، اللہ مجھے اور آپ کو اطاعتِ رسول ﷺ نصیب فرمائے۔ یہ تین تفسیریں ہو گئیں۔

پہلی تفسیر: اللہ کا نور کلام اللہ ہے۔

---

[28] الترغیب والترہیب، جلد3، صفحہ9386 .... رواہ البخاری۔

دوسری تفسیر: اللہ کا نور اللہ کی معرفت ہے، عارفین و کاملین کے دل میں۔

تیسری تفسیر: آمنہ کے لعل ﷺ کو دل دے کے عقائد و اعمال میں اُن کی مکمل تابع داری کرنا ہے۔

چوتھی تفسیر: اللہ کے نور سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک ہے۔[29]

حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں، حضور ﷺ کے ناموں میں ایک اسمِ گرامی نور اللہ بھی ہے[30]۔ محدثین نے قرآن سے ثابت کیا کہ حضور ﷺ کا نام نور اللہ ہے، حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں۔ یہ چوتھی تفسیر۔

مَثَلُ نُوۡرِهٖ   اللہ کے نور کی مثل

كَمِشۡكٰوةٍ   جیسے طاق ہو

فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ   اس میں چراغ

---

[29] تفسیرِ ابنِ کثیر .... تفسیر دُرِّ منثور....... تفسیرِ خازن۔

[30] تفسیرِ ابنِ کثیر .... تفسیر دُرِّ منثور....... تفسیرِ خازن۔

اے مولا عَزَّ وَجَلَّ! تشبیہات شروع فرما دیے، طاق سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مصطفیٰ کریم ﷺ کا سینہ..........اس میں چراغ سے کیا مراد ہے؟ نورِ نبوّت!

چراغ ہم نے خالی نہیں رکھا اس پہ فانوس چڑھایا، شیشہ چڑھایا، بادِ مخالف کا بھی پتا ہے، نور کے بجھانے والے دشمنوں کا بھی مجھے پتا؛ اس لئے میں نے نور کو کھلا نہیں رکھا، میں نورِ محمدی ﷺ پہ فانوس چڑھایا، وہ زُجاجہ اور فانوس کیا ہے؟ وہ میرے محبوب کا دل ہے۔[31]

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

یہ فانوس جو ہے وہ چمکتے ستارے کی طرح ہے۔

---

31 تفسیر ابنِ کثیر ....تفسیر دُرِّ منثور.......تفسیر خازن۔

مفسرین نے بیان کیا کہ اللہ محبِّ اکبر ہے، تو اُس نے اپنے محبوب ﷺ کے دل کو کَا الشَّمْس نہیں کہا، کَا الْبَدْر نہیں کہا، چاند نہیں کہا، سورج نہیں کہا؛ ستارہ کہا، اس میں کیا راز ہے؟ پھر مفسرین نے راز بتایا کہ سورج گرہن بھی ہو جاتا ہے۔ چاند گرہن بھی ہو جاتا ہے؛ تارہ گرہن نہیں ہوتا۔ اللہ فرماتا ہے تعریف میں کروں دشمن کو حملے کا موقع دوں کوئی چور دروازہ نہیں چھوڑوں گا۔ نبی کا دل کبھی تاریک ہوا ہی نہیں اس کو گرہن لگا ہی نہیں یہ چمکتے ستارے کی طرح ہے۔[32]

مولا عَزَّ وَجَلَّ! ہمارے چراغ جلتے ہیں سرسوں کے تیل سے، مٹّی کے تیل سے، چراغِ محمدی ﷺ کے لئے تو نے تیل کہاں سے مہیا کیا؟ یہ کس تیل سے روشن ہوا؟ رب نے فرمایا کہ چراغِ محمدی روشن ہوا ایک بابرکت درخت سے۔ وہ بابرکت درخت مشرق میں ہے یا مغرب میں ہے؟ وہ بابرکت درخت نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے۔ یعنی حضور ﷺ کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم جو شجرِ مبارکہ ہیں، جن سے حضور کا نور چمکا وہ شجرِ مبارکہ ہیں حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نہ شرقی ہیں نہ غربی ہیں، بلکہ وہ عربی ہیں۔

---

32 تفسیرِ ابنِ کثیر .... تفسیر دُرِّ منثور....... تفسیرِ خازن۔

فرمایا تمہارے چراغ روشن کرنے سے روشن ہوتے ہیں میرا چراغِ محمدی کسی کے روشن کرنے کا محتاج نہیں، یہ خود بہ خود چمکنے کو تیار ہے، دیا سلائی سے یا آگ سے روشن کرنے کی ضرورت نہیں[33]، یہ کسی کے بیان کے محتاج نہیں، کسی خطیب کے خطابت کرنے کے محتاج نہیں، ان کی نبوّت خود بہ خود چمکتی آ رہی ہے۔ ان کا میلاد پڑھ کے دیکھو۔ میلاد والے واقعات پڑھ کے دیکھو، ولادت کے پہلے والے حالات پڑھو، نبوّت خود بہ خود چمک رہی ہے۔ تو جن کی نبوّت میلاد سے پہلے اور میلاد کے بعد چمک رہی ہے، میں بھلا کیوں نہ کہوں نور علیٰ نور ہیں۔

جن واقعات کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت 35 میں ارشاد فرمایا وہ ہیں آیاتِ بینات، آیاتِ ولادت۔ اس کے مطابق آمدن برسرِ مطلب موضوع تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مدحتِ مصطفیٰ کے صدقے اللہ میری اور آپ کی بخشش فرمادے خاتمہ ایمان پہ ہو جائے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اوّلِ خلق آپ کی ذات ہے قرآنِ پاک کی سات آیات ابھی پیش کر سکتا ہوں جس میں یہی مسئلہ رب عَزَّ

---

[33] تفسیرِ صدیقی، جلد 4، صفحہ 69

وَجَلَّ نے واضح کیا؛ بشریت سے پہلے، اوّلِ بشر سے پہلے، جبرئیل سے پہلے، ملائکہ سے پہلے، عرش و کرسی سے پہلے، پہلے سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا ہوا۔ زمان سے پہلے، مکان سے پہلے، سب سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا ہوا۔ سات آیاتِ قرآنیہ اس بات پہ گواہ ہیں کہ حضور ﷺ اوّلِ خلق ہیں۔ تبرکاً ایک آیت، اور آیت کی تفسیر حضور ﷺ کی حدیث سے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک کی سورۂ اَحزاب میں فرماتا ہے:

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ص[34]

(ترجمہ) اے حبیب! یاد کرو، میں نے پکا وعدہ لیا تھا تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ عَلَيۡهِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام سے۔

حضور ﷺ نے یہ آیتِ سورۂ اَحزاب صحابہ کو سنائی کہ صحابہ تمہاری مادری زبان عربی ہے، قرآن بھی عربی ہے تم نے غور کیا اس پہ کہ میری امّت سارے انبیا کے بعد ہے۔ آیت کے اندر میرا ذکر پہلے، مِنۡكَ پہلے ہے۔ جو مجھ سے پہلے آئے ان انبیاء کا ذکر

---

[34] پارہ 21، سورۃ الاحزاب، آیت 7۔

میرے بعد میں ہے جب کہ میں سب سے بعد میں آیا لیکن میرا ذکر پہلے کیا گیا، اس راز کو سمجھے ہو؟ صحابہ نے عرض کی: صاحبِ قرآن ہی سمجھا دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تخلیق میں تمام انبیا سے پہلے ہوں اور ظہور میں تمام انبیا سے آخری ہوں۔"[35]

میں اوّل بھی ہوں، آخر بھی ہوں؛ یہ تفسیر القرآن ہے بالحدیث ہے۔ یہ تفسیر، یہ حدیث اس آیت کی تفسیر میں معالم التنزیل میں بھی ہے۔ ابنِ کثیر میں بھی ہے، خازن میں بھی ہے عربی کی تمام معتبر تفاسیر میں ہے۔ ابنِ جریر میں بھی ہے کہ میں آیا سب سے بعد ہوں اور میری تخلیق سب سے اوّل ہے، اس لیے اللہ نے پہلے میرا ذکر کیا۔ میں اوّل بھی ہوں اور آخر بھی ہوں۔ تمام امّتِ مسلمہ کا حتّٰی کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ ہو چکا کہ مرزائی کافر ہیں۔ کیوں؟ نبی ﷺ کو آخر الانبیاء نہیں مانتے، جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہ مانے ان کی اس صفت سے انکار کر کے ایمان سے خارج، جو نبی کو آخر نہ مانے وہ تو ایمان سے خارج، اور جو نبی کو اوّل نہ مانے وہ کس کھاتے کا ہو گا؟ چوں کہ دونوں صفتیں حضور ﷺ کی قرآن سے بھی ثابت ہیں، اور احادیث سے بھی ثابت ہیں۔ میرے تمہارے نبی ﷺ سے پوچھا گیا:

---

[35] ابنِ سعد نے بطریقِ مرسل حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابنِ حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔......المستدرک......مسندِ امام احمد......جامع الصغیر للسیوطی۔

مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ[36]

(ترجمہ) اے نبی ﷺ! آپ کو نبوّت کب ملی؟ کس وقت آپ ﷺ نبی بنائے گئے؟

اگر بات واضح ہوتی کہ چالیس سال کے بعد نبی بنے تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم جانتے تھے کہ اعلانِ نبوّت تو چالیس سال بعد کیا مگر جب آپ پہاڑوں سے مکے میں گزرتے تھے تو پتھر، چٹان سلام عرض کرتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ!

اگر نبی نہ تھے تو چٹانوں نے "یا نبی اللہ" اور "یا رسول اللہ" کیوں کہا؟ اپنی ولادتِ باسعادت کے موقع پر سر سجدے میں رکھا۔ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اُمَّتِیْ، یا اللہ میری امّت کو بخش دے، امّت تو نبی کی ہوتی ہے، اگر اس وقت نبی نہیں تھے تو امتی کیوں فرمایا؟ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے ان علامات کو دیکھ کر پوچھا کہ اعلان تو چالیس سال کے بعد فرما رہے ہیں۔ اور نبوّت کی علامتیں ہمیں پہلے معلوم ہو رہی ہیں۔ تو آپ فرمائیے کہ آپ کو نبوّت کس وقت ملی؟..... میرے تمہارے سچے نبی ﷺ نے فرمایا:

---

[36] جامع ترمذی..........مواہب اللدنیۃ، جلدِ اوّل، صفحہ 88۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّاِنَّ اٰدَمَ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ[37]

"میں اس وقت بھی نبی تھاجب آدم علیہ السّلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔"

اگر کسی کے بارے میں آپ کہیں کہ کراچی اور حیدر آباد کے درمیان میں ہے، نہ وہ کراچی میں ہے اور نہ وہ حیدر آباد میں ہے۔ تو آدم علیہ السّلام روح اور جسم کے درمیان میں ہیں۔............ نہ روح میں ہیں، نہ جسم میں ہیں۔......... وہ معدوم ہیں، وجود میں نہیں آئے........ میرے حبیب ﷺ پہلے موجود ہیں۔ ذرا سوال اور جواب پر غور فرمائیں بہت مسئلے حل ہو جائیں گے۔ سینہ مدینہ بن جائے گا اور قلب روشن ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کے مقام کو سن کر بہت مسرت اور فرحت آپ کو حاصل ہو گی۔ پوچھنے والے نے یہ پوچھا کہ آپ کو نبوّت کب ملی؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السّلام پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت میں تھا اور نبی تھا...... یہ نہیں فرمایا کہ اس وقت مجھے نبوّت ملی، اس سے پہلے نبی تھا۔ کب نبوّت ملی؟ یہ جواب نہیں دیا۔ جیسے کوئی مجھ سے پوچھے کہ آپ یہاں کس وقت آئے؟ میں عرض کروں کہ میں 9 بجے یہاں تھا۔ پوچھنے والا پوچھنا چاہتا ہے کہ کب آئے؟ میں آنے کا وقت نہیں بتاتا، میں کہتا ہوں کہ 9 بجے یہاں تھا، صحابہ نے پوچھا کہ

---

[37] جامع الترمذی......... مواھب اللدنیۃ، جلد اوّل، صفحہ 88۔

نبوّت کب ملی؟ آپ نے کب کا جواب نہیں دیا؛ کچھ بتایا، کچھ چھپایا کہ آدم پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت میری ذات تھی اور میں نبی تھا۔ اس میں راز کیا تھا؟ اے لوگو! اے بشرو! جہاں تک تمہارے دماغ کی جولانی ہے یہی سوچ لو یہی جان لو کہ ابو البشر پیدا نہیں ہوئے تھے، تمارے جدِّ اعلیٰ پیدا نہیں ہوئے تھے، اس سے پہلے میری ذات بھی تھی اور مجھے نبوّت بھی مل چکی تھی۔ باقی میں وقت بتاؤں؟ تو وقت بنتا ہے لیل و نہار سے شب و روز سے، دن رات سے، دن رات تیار ہوتے ہیں سورج سے، سورج بعد میں پیدا ہوا، میں اس سے پہلے تھا۔ وقت میرے بعد پیدا ہوا، میں وقت سے پہلے نبی تھا، وقت تو وہ بتائے جو وقت کے اندر پیدا ہو پھر وقت میں نبوّت ملے، وقت تو میرے بعد کی پیداوار ہے، میں وقت سے پہلے نبی تھا۔ یہ بشروں کو جواب دیا۔ سیرت میں موجود ہے، تفسیر روح البیان میں موجود ہے۔

حضور عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے پوچھا: اے جبرائیل عَلَیْهِ السَّلَام! تیری عمر کتنی ہے؟ جبرئیل عَلَیْهِ السَّلَام نے عرض کی کہ یہ ساری زمین آسمان، سورج، چاند میرے سامنے پیدا ہوئے، میری معلومات کے مطابق فقط رب کی ذات تھی، رب کی ذات پہ نوری پردے تھے (حجاب النور، مسلم شریف)؛ چوتھے پردے پہ ایک تارا طلوع ہوتا تھا میں اس تارے کو دیکھتا تھا، پھر وہ تارا غروب ہو جاتا تھا، جب وہ تارا غروب ہو جاتا تو ستر ہزار سال کے عرصے تک وہ تارا غروب رہتا تھا، جبرئیل نے ستر ہزار سال کا کیسے اندازہ لگالیا؟ سورج

تو تھا نہیں اپنے علم سے جو سال بننے والے تھے جبرئیل کے علم میں پہلے تھے کہ سال کی معیاد اتنی ہو گی، ستر ہزار سال وہ تارا غروب رہتا تھا پھر طلوع ہوتا تھا۔ میں نے اس ستارے کو یارسول اللہ ﷺ بہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا[38]، تو حضور نے فرمایا کہ "مجھے رب کی عزّت کی قسم ہے وہ ستارہ میں تھا۔"[39]

بشروں سے فرماتے ہیں "تمہارے دادا بعد میں، پہلے میں تھا" جبرئیل نوری سے فرماتے ہیں، "تیری عمر کی ابتدا، بعد میں، پہلے وہ ستارہ میں تھا۔" یہ بشروں سے پہلے، نوریوں سے پہلے۔ اسی لئے شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (جن کو ہر رات بلاناغہ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی) فرماتے ہیں صحیح حدیث میں آیا کہ حضور ﷺ

---

[38] "ستر ہزار سال" کہنے کا مطلب ہے کہ سالوں، برسوں کی کثرت اور تسلسل، عرب محاوروں میں اس طرح گفتگو میں ہندسوں کا استعمال کثرت کے لئے کرتے ہیں اور اگر ظاہرِ الفاظ کے معانی مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ "تارے کے طلوع اور چمکنے کی حالت ستر ہزار برس رہتی تھی پھر غروب کی حالت کا دورانیہ بھی یہی تھا"، تو ایک چالیس ہزار کے ہندسے کو بہتر ہزار سے ضرب دے کر حاصل ہوتا ہے دس ارب آٹھ کروڑ سال 10,08,00,00,000۔ یہ عمر شریف حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کی ظہور اقدس کے زمانے تک بنتی ہے، آج کے دور یعنی متذکرہ ہندسوں میں چودہ سو سال جمع کریں تو دس ارب آٹھ کروڑ ایک ہزار چار سو پچاس سال بنتے ہیں (واللہ و رسولہٗ اعلم)۔ (احقر نسیم احمد صدّیق نوری)

[39] سیرتِ حلبیہ، جلدِ اوّل، صفحہ 49۔....... تفسیر روح البیان جلد 3، صفحہ 543۔

نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا[40] ...... کہاں تھا وہ نور؟ کہاں نہیں تھا؟ زمان نہیں تھا، مکاں نہیں تھا، اللہ بھی لامکاں، لازماں میں، حضور ﷺ کا نور لامکاں، لا زماں میں، جب تک رب نے چاہا وہ نور غیب الغیب میں رہا[41] جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ہمارے تمہارے پیارے نبی ﷺ کے نورِ مقدس کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، امام رازی تفسیرِ کبیر میں میں لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کرایا جا رہا تھا؟ فرمایا "آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ہمارے نبی ﷺ کا نور تھا"، منہ تھا آدم علیہ السلام کی طرف، سجدہ تھا نورِ مصطفیٰ ﷺ کو، جیسے ہمارا منہ ہوتا ہے قبلے کو، سجدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے۔ منہ قبلہ کی طرف، سجدہ اللہ کو، منہ تھا آدم علیہ السلام کی طرف تعظیم ہو رہی تھی نورِ مصطفیٰ کی۔ جہاں جہاں میرے تمہارے پیارے نبی ﷺ کا نور آیا، شرف بخش آیا۔ آدم علیہ السلام میں آیا، مسجودِ ملائکہ بن گئے۔

[40] مدارج النبوۃ، جلد2، صفحہ 2.......... مواھب اللدنیۃ، جلدِ اوّل، صفحہ 84 (مترجم)، مطبوعہ کراچی.......... شرحِ شفا، ملّا علی قاری۔

[41] مصنّف عبد الرزاق (اس کا اصل قلمی نسخہ افغانستان اور ترکی میں موجود ہے)......... مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، صفحہ 264 .... صلاۃ الصّفٰی فی نور المصطفٰی، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ۔

سیّدا حوّا پاک جب حاملہ ہوتی تھیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ایک ساتھ جنتی تھیں آدم علیہ السلام کے جس بیٹے میں تمہارے آقا ﷺ کا نور آنے والا تھا وہ شیث علیہ السلام تھے، اکیلے پیدا ہوئے، بہن ساتھ پیدا نہیں ہوئی تاکہ نبی کے فضل و عظمت کے ساتھ بھی کوئی ہم سَری کا دعویٰ کرنے والا اور والی پیدا نہ ہو۔ آدم علیہ السلام کو شرف ملا نورِ مصطفیٰ ﷺ سے، شیث علیہ السلام کو شرف ملا، نورِ مصطفیٰ ﷺ سے، نوح علیہ السلام میں حضور ﷺ کا نور آیا تو نوح علیہ السلام کی کشتی تیرنے لگی۔[42]

آدم علیہ السلام کی بخشش ہوئی[43] تو حضور ﷺ کا صدقہ، نوح علیہ السلام کی کشتی تیرے لگی تو آقا ﷺ کے نور کا صدقہ، جہاں جہاں حضور ﷺ آئے حضور ﷺ نے رنگ لگایا۔ جب وہ نورِ محمدی ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جبینِ اقدس میں چمکا تو نمرود نے آگ میں ڈالا تو آگ گلزار ہو گئی، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شرف ملا حضور ﷺ کے نور سے۔[44]

---

[42] مطالع المسرات، علامہ فاسی علیہ الرحمۃ، صفحہ 269۔

[43] المستدراک، جلدِ دوم، صفحہ 615 .... بیہقی شریف، جلد 5، صفحہ 489 .... فضائلِ درود، مولوی زکریا کاندھلوی رائے ونڈی، صفحہ 114۔

[44] مولد العروس لابن جوزی علیہ الرحمۃ، صفحہ 42 .... ابنِ عساکر۔

ویسے تو میلاد منانا تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اور اولیا کی سنّت ہے، مفسرین کی سنّت ہے، محدثین کا طریقہ ہے، اہلِ بیت نے میلاد منایا، صحابۂ کرام نے میلاد منایا، حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا منبر پہ کھڑے ہو کر[45]، ہر نبی نے حضور ﷺ کی آمد بیان کی، حضور ﷺ کی آمد کا پہلا جلسہ خدا نے منعقد کیا، بیان کرنے والا خدا تھا، سننے والے انبیا تھے، شمعِ محفل مصطفیٰ ﷺ تھے، موضوع آمدِ مصطفیٰ تھا۔[46]

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ (پارہ3، سورۃ آل عمران)

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس ہر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا؛ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا، سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

---

[45] ترمذی شریف........مشکوٰۃ شریف، باب فضائل النبی ﷺ۔

[46] پارہ3، آل عمران، آیت 81۔

ان دو آیتوں میں حضور کی آمد کو رب نے بیان فرمایا ہے انبیا کے مجمع میں۔ یہ سنّتِ خداوندی ہے۔ قرآن سے ثابت ہے میلاد کا ذکر کر کے سلام پڑھیں، یہ قرآن میں موجود ہے۔ یہ رب خود کرتا ہے۔

بعض انبیائے سابقین کا ذکر رب نے قرآن میں کیا، فرمایا:

وَ سَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ[47] "سلام ہو اس نبی پہ جس دن نبی کا میلاد ہوا۔"

یہ میلاد کا ذکر بھی ہے اور سلام کا بھی۔ یہ قرآن میں موجود ہے۔ یہ کام ہم نے نہیں گھڑا، میلاد کا ذکر کر کے سلام پڑھنا یہ قرآن میں ہے، اس کام کی بنیاد پہلے میرے رب نے رکھی ہے۔ اسی موضوع سے متعلّق ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر، حضور ﷺ نے ایک جلسہ کیا، تیس ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع تھا، بیان حضور ﷺ کے چچا "عباس" کا تھا، حضور کی صدارت تھی۔ بیان کیا تھا؟ حضور ﷺ کا میلاد، کہ جہاں جہاں آپ ﷺ تشریف لائے، رنگ لگا کے آئے، آیاتِ ولادت بیان کی گئیں، ولادت کے معجزات بیان کیے

---

[47] پارہ16، سورۂ مریم، آیت15۔

گئے۔[48] ولادت سے پہلے کے واقعات بیان کئے گئے، کس نے؟ حضور ﷺ کے چچانے، کس کی زیرِ صدارت، آقا کی زیرِ صدارت، سننے والے کون تھے؟ تیس ہزار صحابہ کا مجمع، تو پتا چلا مجمع اکٹھا کر کے آیاتِ بینات بیان کرنا، آیاتِ ولادت کا تذکرہ کرنا یہ سنّتِ صحابہ ہے، نبی کی مہرِ تقلید اس پہ ثبت ہے اللہ تعالیٰ یہ ذکرِ پاک بار بار نصیب فرمائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس کو جس سے محبّت ہو گی بار بار اس کا ذکر کرے گا۔"[49]

تو جس کو حضور ﷺ سے محبّت ہو گی وہ بار بار حضور کی شان بیان کرے گا، بار بار آقا ﷺ کا ذکر کرے گا۔ یہ محبّتِ مصطفیٰ کا تھرمامیٹر ہے، تشخیص کا آلہ یہی ہے۔ بار بار حضور ﷺ کی تعریف، کہ محبّ ہونے کی دلیل ہے؛ تو ابراہیم علیہ السّلام پہ آگ گلزار ہوئی تو نورِ مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ۔

حضور ﷺ نے خود فرمایا:

---

[48] علامہ ابنِ کثیر: البدایۃ والنھایۃ، جلد2، صفحہ258، 259............خصائصِ کبریٰ2، صفحہ80-81۔

[49] زرقانی علی المواہب، جلد9، صفحہ314۔

"میں پاک پشتوں میں آیا، میں پاک پیٹوں میں آیا، میں کہیں بھی بغیر نکاح کے نہیں آیا، میں اسلامی نکاح میں آیا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں آیا، روئے زمین پہ جو پشتِ خیر تھی، اس پشت میں آیا؛ روئے زمین پہ جو خاتونِ خیر تھیں اس کے پیٹ میں آیا۔"(رَوَاہُ الْبُخَارِیّ)

عبدِ مومن میں خیر ہے، مشرک میں خیر نہیں ہے، تو حضور ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ "میں مومنین میں آیا، مومنات میں آیا، میرے سارے نسب کے اندر سارے کے سارے مومن ہیں، سب کے سب مومنات ہیں" حضرت آمنہ سے لے کے حضرت حوّا تک سب مومنات ہیں، حضرت عبد اللہ سے لے کر حضرت آدم تک سب مومن ہیں [50] .... میں خیروں میں آیا.......... میں برگزیدہ افراد میں آیا.......... میں آ گیا .... اللہ نے تقسیم کی عرب و عجم کی، مجھے عرب میں رکھا...... عرب میں بنی اسماعیل کو چنا، مجھے بنی اسماعیل میں رکھا. .... بنی اسماعیل سے قریش کو چنا، مجھے قریش میں رکھا قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا مجھے بنی ہاشم میں رکھا........ بنی ہاشم میں سے اللہ نے مجھ کو چن

---

50 کتاب الشفاء، تعریفُ حقوقِ المصطفٰی، قاضی عیاض علیہ الرحمۃ، جلدِ اوّل، صفحہ 146۔

لیا۔ میں برگزیدہ ہوں، میں مصطفیٰ ہوں، میں مرتضیٰ ہوں، میں چنے ہوئے افراد میں آیا۔[51] اپنا میلاد آپ بیان فرماتے تھے۔ غرض یہ کہ جس پیٹ میں آئے اس کو شرف بخشا، جس پشت میں آئے، جس جبین میں آئے اس کو شرف بخشا۔

جب حضرت عبد المطلب کی جبینِ اقدس میں حضور کا نور چمکا تو عرب کے لوگ کہتے تھے اے عبد المطلب! تیرے ماتھے میں نور چمکتا ہے، قحط سالی ہے، بارش نہیں ہوتی دعا توکرو بارش ہو جائے تو حضور ﷺ کے دادا جان بیت اللہ شریف کے سامنے جا کے عرض کرتے:

"یَا رَبَّ الْبَیْت! اس ماتھے والے نور کا صدقہ بارش دے۔"

ابھی دعا ختم نہ ہوتی کہ بارش ہو جاتی۔[52]

جب حضور ﷺ کا نور سیّدنا عبد اللہ علیہ السّلام و رضی اللّٰہ عنہ جو حضور کے والد کے ماتھے میں چمکا، آپ جوانی چڑھے، عمر شباب تک پہنچے، ایک گھرانے سے پیش کش ہوئی اے عبد المطلب! حضرت عبد اللہ کے نکاح میں ہم رشتہ دینے کے لیے تیار ہیں، دوسرے

---

[51] مشکوٰۃ..........سیرۃ ابنِ اہشام۔

[52] زرقانی علی المواہب، جلدِ اوّل، صفحہ 52۔

گھرانے کی پیش کش ہوئی، تیسرے گھرانے کی پیش کش، دو سو گھرانوں کی پیش کش ہوئی، اے عبد المطلب! تمہارے بیٹے عبد اللہ کے نکاح میں ہم رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔[53] حضرت عبد المطلب فرماتے تھے، جلدی نہیں، سوچ بچار ہے، نہ ہاں کرتے نہ نہیں، مجھے سوچنے کا موقع دو، تاکہ غلط رشتہ بھی نہ آئے اور موزوں رشتہ ہاتھ سے نکل نہ جائے، اس توقّف میں تھے، اس سوچ و بچار میں تھے۔

جب رشتوں کا تانتا بندھ گیا تو حضرت عبد المطلب نے فرمایا:

"اے میرے بیٹے عبد اللہ! تم شام چلے جاؤ، جو بھی رشتے سے متعلق کہے گا اس سے کہوں گا کہ میرا بیٹا شام سے آ جائے تو اس سے مشورہ کرکے جواب دوں گا۔"

تو حضرت عبد اللہ شام کی طرف چلے گئے، ساتھ میں حضرت وہب بھی تھے جب شام میں پہنچے ایک یہودی عالم آیا گھور گھور کے حضرت عبد اللہ کے ماتھے کو دیکھنے لگا، پھر پوچھا، اے ساتھی یہ کون ہیں؟ ان کا نام کیا ہے؟ حضرت وہب نے کہا عبد اللہ، کون؟ قریشی ہاشمی، ..... کہاں رہتے ہیں؟ .... مکے میں، بیت اللہ شریف کے پاس۔ وہ گیا اور دوسرے یہودی عالم سے کہا جو "تورات" میں ہم نے علامتیں پڑھی ہیں آسمانی کتب کے

---

[53] مواھب الدنیة (مترجم)، جلد اوّل، صفحہ 132۔

اندر حضور ﷺ کے والد کی جو نشانیاں ہیں ذرا دیکھو عبد اللہ کے ماتھے کو کہ نبی آخری الزماں ﷺ کا ظہور ان سے تو نہیں ہو گا۔ تو دوسرے یہودی عالم نے جب یہ سب علامتیں دیکھیں تو اس کے دل نے بھی یقین کیا کہ آخری الزمان کے والد ہیں، ستر یہودی عالم گھور گھور کر دیکھتے رہے ستر کا اتفاق ہوا کہ یہ حضور ﷺ کے والد ہیں، یہ نبی آخر الزماں ﷺ کے والد ہیں۔ جب سب کا اتفاق ہو گیا، ستر کے ستر موذی یہودی عالم حضور ﷺ کے دشمن، نورِ مصطفیٰ ﷺ کے منکر تلواریں لے کے آئے، حضرت وہب نے کہا ہم دو مسافر ہیں تلوار کیوں لائے ہو؟ انہوں نے کہا وہب تجھے کچھ نہیں کہتے، ہم عبد اللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، کہا کیا جرم ہے؟ کیا قصور ہے؟ بولے نبی آخر الزمان کے ظہور کی علامتیں یہاں نظر آتی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اس کے مرکز والد کو ختم کر دیں تا کہ وہ نبی ظاہر نہ ہو سکے... کیوں...؟ پہلے نبوّت چل رہی ہے بنی اسرائیل میں، وہ نبی ﷺ پیدا ہو گئے تو نبوّت چلی جائے گی بنی اسماعیل میں، یہ آن کا مسئلہ ہے، پہلے ہمارے ڈیرے آباد ہیں، ہم دین کے ٹھیکے دار ہیں، لوگوں کی توجّہ ہماری طرف ہے، اگر وہ نبی پیدا ہو گئے تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھک جائیں گے، ہماری دکانیں پھیکی پڑ جائیں گی۔ ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ ان کو ختم کر دیں۔ حضرت وہب تو پریشان تھے، مگر حضرت عبد اللہ حضور ﷺ کے والد بالکل پریشان نہیں تھے، قتل بھی ان کو کرنا چاہتے ہیں.....

کیوں.....؟

اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[54]

اس کی تفسیر کی ہے امام نووی کے پیشوا نے۔ امام نووی اس وقت عرب و عجم کے پیشوا ہیں، مجدیوں کے پیشوا ہیں، پوری دنیا میں پیشوا محدث ہیں۔ امام نووی کے پیشوا، امام المحدثین امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں تفسیر کی اس آیت کی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ **جتنی پریشانی ہو، رسول کا ذکر کرو، چین آئے گا، پریشانی دور ہو جائے گی، جن کے ذکر سے پریشانی دور ہو سکتی ہے، اگر وہ ذکر والا محبوب عبد اللہ علیہ السلام کے ماتھے میں ہو تو والد کیوں پریشان ہوں؟ عبد اللہ بالکل مطمئن کھڑے تھے، اب جو بھی یہودی موذی تلوار مارنا چاہتا ہے، فرشتے آسمان سے اترے اور یہودی کا سر قلم کر دیا، سارے کے سارے یہودی قتل ہو گئے، حضور ﷺ کے والد کا بال بھی ٹیڑھا نہ کر سکے۔ اسی لئے حضور نے،** اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَتَیْنَ[55] **میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں، میرے دادا اسماعیل بھی ذبیح اللہ، میرے**

---

[54] پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 28۔

[55] فتح الباری، جلد 12، ص 378۔۔۔۔۔ الکشاف، جلد 4، ص 56۔

والد عبد اللہ بھی ذبیح اللہ۔ مِنٰی میں چھری نہیں چلی میرے نور کی برکت تھی، ابا عبد اللہ پہ تلوار نہیں چلی، میرے نور کی برکت تھی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ حضرت وہب کے دل میں آ گیا رشتوں کی پیش کش بڑی ہو رہی ہے۔ کیوں نہ ہو میں عبد اللہ کو جلدی واپس مکے میں لے چلوں کہیں حضرت عبد المطلب نکاح کے لئے وعدہ نہ کر لیں، میری بیٹی آمنہ بھی ہے، میں وہب ہوں، میری بیٹی آمنہ ہے میں پیش کش کروں گا جا کے میری بیٹی آمنہ لے لیں عبد اللہ کے لئے۔ اس لئے جلدی کہا کہ جی یہاں تو دشمن ہیں یہاں تو جان بچ گئی عبد اللہ آگے نہ جائیں، واپس مکے میں چلیں، جلدی یہی تھی کہ کسی اور جگہ عہد و پیمان نہ ہو جب واپس آئے تو وہب نے پوچھا کہ اے حضرت عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ کے لئے کہیں نکاح کے لئے عہد ہوا؟ آپ نے کہا، سوچ بچار جاری ہے۔ تو حضرت وہب نے کہا حضور اپنی گھر والی کو بھیجیں، حضرت عبد اللہ کی والدہ کو بھیجیں، میری بیٹی آمنہ دیکھیں اگر پسند آ جائے، اللہ کرے پسند آ جائے میں حضرت عبد اللہ کے نکاح کے لئے اپنی بیٹی آمنہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنی بیوی سے فرمایا دو سو رشتے اور بھی دیکھے ہیں ذرا آمنہ کو بھی دیکھ آؤ۔ جب دیکھ کے آئیں، پوچھا آمنہ کیسی ہے؟ تو حضرت عبد اللہ کی والدہ نے فرمایا جتنے دو سو رشتے دیکھے آمنہ سب سے صورت میں نرالی، سیرت میں نرالی خلق میں نرالی، خُلق میں نرالی، شرم و حیا میں نرالی۔ فقط مکہ تو مکہ، عرب تو عرب، میرا دل

گواہی دیتا ہے روئے زمین پہ آمنہ کے برابر کوئی رشتہ نہیں مل سکے گا۔ آخری عربی کے لفظ کا خلاصہ یہ ہے کہ اے عبد المطلب جتنی میں تعریف کروں میری زبان عاجز ہے، آمنہ کی شان اس سے زیادہ ہے۔ عبد المطلب نے فرمایا تو پھر آج جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ ہے جمعرات کا دن ہے، آج ہی نکاح کر لیں، آج شام کو رخصتی ہو جائے گی، تو جمعرات، جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ میں حضور کے والدین کا نکاح ہوا، شام کو رجب کا چاند نظر آ گیا، اور جمعہ کی رات تھی میں نے اولیاء کی کتابیں پڑھیں، تصوّف کی کتابیں پڑھیں، روحانیت کی کتابیں پڑھیں، تو اولیاء نے کہا کہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو لیلۃ النہار کہتے ہیں؛ محنت تھوڑی، پھل زیادہ؛ مختصر محنت کرو بہترین پھل آئیں گے، یہ بڑی برکت والی رات ہے میں نے سوچا اس رات کو شرف کیوں ملا؟ پھر جب اس حدیث تک پہنچا کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی رخصتی کی رات تھی پھر مجھے پتا چلا کہ اس رات کو شرف ملا ہے تو حضور ﷺ کی اماں سے ملا ہے۔ جب رجب کی پہلی رات سیّدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ حضرت عبد اللہ کے گھر آئیں مرجع البحرین میں تموّج پیدا ہوا، جوہرِ الطف سرّ ِمکنون، سرّ ِمخزون حضرت عبد اللہ سے منتقل ہو کے حضرت آمنہ طیّبہ طاہرہ کے بطنِ مقدس کے اندر حضور نے جلوہ گری فرمائی، جب اماں کے پیٹ میں آئیں پورے روئے زمین پر سبزہ ہی سبزہ تھا، پہاڑوں پہ سبزہ تھا، بنجر زمین پہ سبزہ تھا، سنگریزوں میں سبزہ تھا، پانی نہیں تھا سبزہ اُگ آیا تھا، درخت پھلوں سے پُر

تھے، عرب والوں نے کہا بڑا بابرکت سال ہے جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ ہے بہاریں ہی بہاریں ہیں، بڑی رونق ہے، درخت پھلوں سے پُر ہیں کھجوریں ہیں، انگوریں ہیں؛ باری باری انبیا آتے رہے، رُسل آتے رہے، فرشتے آتے رہے۔ کہاں؟ سیّدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ کے دروازے پہ، رات کو دستک دی جاتی، سیّدہ آمنہ پوچھتیں، دروازہ کس نے کھٹکایا؟ کبھی جواب ملتا، میں آدم صفی اللہ ہوں...... داداجان کیسے آنا ہوا،........ آمنہ بیٹی مبارک دینے کے لئے آیا ہوں، تو نبی آخری الزمان امام الانبیاءﷺ کی والدہ بن چکی ہے، اسی طرح سارے نبی رسول علیہم السلام آتے رہے[56]، سیّدہ آمنہ کو مبارک باد پیش کرتے رہے؛ فرشتے اترتے رہے، مبارک باد پیش کرتے رہے، چھ مہینے حمل کو ہوئے: رجب پہلا مہینہ، شعبان دوسرا، رمضان شریف تیسرا، شوّال چوتھا، ذوالقعدہ پانچواں، ذی الحجہ چھٹا مہینہ تھا؛ حضورﷺ اپنی اماں کے بطنِ مقدس میں تھے۔ سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں میں سو رہی تھی نیند میں مجھے اللہ کریم کی زیارت ہوئی، حضورﷺ نے فرمایا: "آمنہ اماں میں تو معراج کروں گا" تجھے رب کا دیدار کراتا نہ جاؤں؟ میں سچے خدا کے اعلان کے لئے آیا ہوں، میرے رب کو دیکھ لے۔ اللہ کریم نے فرمایا آمنہ! رسول تجھے مبارک دیں، نبی تجھے مبارک دیں، فرشتے تجھے مبارک دیں، میں دینے والا اللہ تجھے مبارک دیتا ہوں، تمام جہانوں کا سردار

---

[56] مولد العروس لابن جوزی محدث، صفحہ 70-71۔

تیرے پیٹ میں آچکا ہے، تو تمام عالمین کے سردار کی والدہ بن چکی ہے۔ اب انہیں جنم دے، یہ نہ سوچ ہم نام کیا رکھیں، ان کا نام محمد ہے، ہم نے ازل سے ان کا نام رکھ دیا......... نام بھی بتایا، شان بھی بتائی۔ کہاں ان کی شان کو چھپا کے رکھنا، ان کے موذی دشمن بہت ہوں گے، ان کے راز کو ظاہر نہ کرنا۔[57] سیّدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ فرماتی ہیں، جب حضور میرے بطنِ مقدس میں تھے مجھے، ثقل اور بوجھ محسوس نہیں ہوا، نہ متلی، نہ قے؛ بالکل میں سکون سے رہی، ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حریمِ قدس کا پھول میرے پیٹ میں ہے، کان لگاتی تھی، تو ذکر کی آواز پیٹ سے سنتی تھی، کان لگاتی تھی، خوشبو کی مہکیں آتی تھیں، جب میں پہاڑوں اور درختوں سے گذرتی تھی، پہاڑ اور درخت کہتے تھے:

"اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ!"

اماں کے پیٹ میں جلوہ افروز ہونے والے رسول ﷺ! ہمارا سلام قبول ہو۔

ربیع الاوّل کا چاند چڑھا، بقولِ مشہور، بتعامل مکہ.......... تمام مکہ والوں کا اجماع ہے کہ 12 ربیع الاوّل کی رات آگئی اور پیر کی رات تھی سیّدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ فرماتی ہیں مجھے محسوس ہوا کہ آپ ظلمت کدۂ عالم کو بقعِ نور بنانا چاہتے ہیں، کوئی بچہ ہوتا تو کسی دائی کو بلا لیتے،

---

[57] البداية والنهاية، جلد2، صفحہ 266......... خصائص کبریٰ، جلدِ اوّل، صفحہ 42۔

بچے کہاں تھے اس وقت، سارے بچوں کو حضرت عبد المطلب ولادت والی رات بیت اللہ شریف لے گئے تھے، بیت اللہ شریف کی بنیادوں کو مضبوط کر رہے تھے۔ رب کے گھر کی بنیادیں بھی اسی رات مضبوط ہو رہی تھیں، جب اس کے گھر کو آباد کرنے والے آرہے تھے۔ اعلان ہوا آمنہ غم زدہ نہ ہو، آنے والے اوپر سے آرہے ہیں، انتظام بھی عالمِ بالا سے ہو گا، بہشت کی حوریں اتر رہی ہیں، دائیاں بننے کے لئے، جنّت کی حوریں آئیں، مکے کی کچھ عورتیں آئیں، ابو لہب کی کنیز ثُویبہ نامی عورت بھی آئی اور ایک برقعہ پوش بی بی آئیں۔ سیّدہ آمنہ نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب ملا میں حوّا ہوں، تمام بشروں کی دادی ہوں، مبارک بادی کے لئے بھی آئی ہوں، اور زیارت کے لئے بھی آئی ہوں۔ دوسری برقعہ پوش بی بی آئیں، سیّدہ آمنہ نے پوچھا...... تو کون؟ جواب ملا میں آسیہ ہوں، فرعون سے میرا نکاح ہو گیا تھا، میں نے موسیٰ کلیم اللہ کا کلمہ پڑھ لیا، فرعون کافر تھا میں مومن ہو گئی، تو میں آسیہ ہوں مومنہ عورت۔ تیسری برقعہ پوش عورت ملی، پوچھا............... تو کون ہے؟ میں ہاجرہ ہوں، ابراہیم علیہ السلام کی گھر والی ہوں، اسماعیل علیہ السلام کی اماں ہوں، مجھے قبر میں پتا چل گیا کہ آج آمنہ کے لعل ظہور پذیر ہیں، زیارت کر کے آؤں۔ چوتھی برقعہ پوش ملی، کہا تو کون ہے؟ جواب ملا میں مریم ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوں، حضور

کی ولادت کے موقع پر میں بھی حاضر ہوئی ہوں۔[58] مستوراتِ مقدس تو اور بھی تھیں، ان چار کے آنے کی وجہ کیا ہے؟ اور بھی خواتین ہیں، ان چار کی وجہ عرض کرتا ہوں، سنیے اور لطف اندوز ہوئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا کو پیدا کیا، جنّت کے اندر تو فرمایا: اس درخت کے قریب نہ آنا۔ درخت کے قریب نہیں آئیں۔ روکا بھی ربّ نے زبردست، خود روکا، پھر زبردستی کھلایا، اور ہمارے دادے کے دل کی صفائی رب نے قرآن میں پیش کر دی (وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ.............) آدم کے دل کو الٹ پلٹ کے ہم نے دیکھا آدم کا ارادہ ہی نہیں تھا وہ درخت کے قریب آنا ہی نہیں چاہتے تھے، ہم نے زبردستی کھلایا، روکا بھی خود، کھلایا بھی زبردستی، آدم علیہ السلام کا ارادہ تک نہیں تھا پھر روٹھ گیا، جنّت سے اتار دیا، تین سو سال تک آدم علیہ السلام روتے رہے اللہ بولتا ہی نہیں۔ نبی کے آنسو ہیں۔ سر زمینِ ہندوستان میں آدم علیہ السلام، عرب میں سیّدہ حوّا پاک، تین سو سال تک آدم علیہ السلام روئے شرم ساری کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے کہ کیسے نظر اٹھائیں، دادا تو بڑا اچھا تھا۔ ہم کیسے نالائق پیدا ہوئے دیدہ دانستہ جرم کرتے ہیں، رونا نہیں آتا، دیدہ دانستہ گناہ کرتے ہیں، پھر آنکھیں ادھر ادھر پھاڑ کر دیکھتے

---

[58] مولد العروس، صفحہ 73۔

ہیں، دادا تو شرم کے مارے تین سو سال روتے رہے آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی، پھر چلتے چلتے سر اندیپ ہندوستان سے عرب شریف پہنچے، میدانِ عرفات پہنچے، جبلِ رحمت پہ پہنچے، سیّدہ حوّا سے ملاقات ہو گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں، حدیث صحیح ہے، حاکم نے روایت کی ہے کہ جب وہاں میرے دادا آدم علیہ السلام پہنچے تو تین سو سال تو رو چکے تھے، اللہ بولتا ہی نہیں آدم علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کا صدقہ، بخش دے، اب راضی ہو جا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی زبان سے میرا نام سنا اور میرے دادا آدم نے میرے نام کا واسطہ، وسیلہ پیش کیا تو تین سو سال تک رب آدم سے بات نہیں کرتا تھا میرا نام سن کے میرے وسیلے کے پیشِ نظر رب نے فرمایا: اے آدم! تجھے محمد کریم کا پتا کس طرح چلا؟ .... مولا تو بولتا ہی نہیں تھا، تین سو سال روتے گزر گئے نبی کے آنسو ہیں، فرمایا آنسو نبی کے اپنی جگہ، محبوب کے نام کا واسطہ اپنی جگہ، جب محبوب کا نام آیا تو رب بولنے لگا، اے آدم! تجھے مصطفیٰ ﷺ کا پتا کس طرح چلا؟ کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ آدم علیہ السلام کو میرے حبیب کے نام کا پتہ کس طرح چلا؟ جس وجہ سے معلوم ہوا تھا وہ اللہ بھی جانتا تھا، مگر پوچھ رہا ہے، تو سوچ لو کو ہر پوچھنے والا بے علم نہیں ہوتا۔ کچھ پوچھتے بھی ہیں جانتے بھی ہیں، اللہ بھی جانتا ہے پوچھتا

ہے۔ حضور ﷺ بھی جانتے تھے پوچھتے تھے۔ بے علمی کی وجہ سے نہیں پوچھتے تھے، ایک راز ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اے آدم! تجھے مصطفیٰ کا پتا کس طرح چلا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی "جب تونے مجھے اپنی قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا، تونے میرے جسم کے اندر روح پھونکی اور روح کا نور آنکھ میں آیا، میں نے آنکھ کا دریچہ کھولا تو عرش کے ہر پائے پہ لکھا دیکھا، حور و غلماں کے ماتھے پہ لکھا دیکھا، بہشت کے ہر پھل پہ لکھا دیکھا، بہشت کے درخت کے ہر پتے پہ لکھا دیکھا، بہشت کے دروازوں پہ لکھا دیکھا:

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ"

میں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا، یہ پڑھنے کے بعد میں نے اجتہاد کیا، میں نے قیاس کیا، میں نے استنباط کیا، قیاس، اجتہاد کرنے میں امام ابو حنیفہ اکیلا نہیں ہے یہ استنباط قیاس کا کام پہلے آدم علیہ السلام نے کیا کہ میں نے اس تحریر سے اجتہاد کہا، مجھے یہ بھی پتا تھا اس پیدائش والی رات کہ نبی اور بھی تیرے ہیں، رسول بھی بہت ہیں، مگر کسی رسول کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر نہیں لکھا، اپنے نام کے ساتھ محمد کریم ﷺ کا نام لکھا، اس سے میں نے مسئلہ اخذ کیا، پھر میں نے مسئلہ استنباط کیا کہ تیری ساری مخلوق سے تجھے زیادہ پیارا محمد کریم ﷺ ہے۔ اب خلق میں کیا ہے؟ سارے نبی مخلوق ہیں، سارے رسول مخلوق

ہیں، سارے رسول مخلوق ہیں، سارے فرشتے مخلوق ہیں، کوئی نبی، رسول، فرشتہ اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں، جتنا میرے تمہارے نبی ﷺ کی ذات اللہ کو محبوب ہے، پھر مزید توجّہ فرمائی، ہر نبی کی عبادت مخلوق، ہر نبی کی نماز مخلوق، ہر نبی کا روزہ مخلوق، ہر نبی کی عبادت مخلوق، ہر فرشتے کی تسبیح مخلوق، ہر نبی کے آنسو جو خوفِ خدا میں نکلیں وہ بھی مخلوق، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ.......رب نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو تم عمل کرتے ہو ان کو بھی رب نے پیدا کیا۔ تو اعمال بھی مخلوق ہیں، اشخاص بھی مخلوق ہیں، ذوات بھی مخلوق ہیں، مقدس حضرات کی نیکیاں بھی مخلوق ہیں تو کسی نبی کا سجدہ، کسی نبی کے آنسو، کسی نبی کا عمرہ، کسی نبی کا حج، کسی فرشتے کی تسبیح اتنا اللہ کو محبوب نہیں جتنا حضور ﷺ کی ذات اللہ کو محبوب ہے،....... اللہ نے فرمایا صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ..... اے آدم تیرا قیاس صحیح ہے، تیرا اجتہاد صحیح ہے تو نے سچ کہا ہے، مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب محمد کریم ﷺ کی ذاتِ پاک ہے۔ پیارے محبوب کی ذات کا واسطہ دیا، فرمایا میں نے تجھے بخش دیا۔ حاکم[59] کی روایت ختم ہو گئی، بیہقی کی روایت ختم ہو گئی، محدث ابن جوزی نے مشدد نقاد ہونے کے باوجود مزید اس حدیث کا ٹکڑہ آگے روایت کیا....... اللہ کریم نے فرمایا اے آدم! وسیلہ کو دیکھ کتنا اونچا ہے؟ میرا پیارا محبوب، ساری مخلوق سے زیادہ پیارا، اس کے نام کا واسطہ تو نے

---

[59] المستدرک جلد 2، صفحہ 615۔

پیش کیا، بخشش فقط اپنی مانگی؟، قیامت تک ساری اولاد کو بخشواتا تو میں بخش دیتا،[60] اتنا بڑا وسیلہ؟ بخشش فقط اپنی؟ چلو ٹھیک ہے، تیری جو بھی مسلمان اولاد احرام باندھ کے 9 ذی الحجہ کو اسی میدانِ عرفات میں آئے، جہاں تونے میرے یار کا واسطہ پیش کیا میں اس حاجی کے گناہ معاف کر دوں گا۔ کیوں کہ ہے تو وہی جگہ جہاں پہلے پہلے محبوب کے نام کا واسطہ پیش ہوا تھا.........حاجی صاحبان! آج بھی حج مقبول ہو رہا ہے، اور گناہ کی بخشش مل رہی ہے آج تک حضور ﷺ کا نام کام آرہا ہے، مائی حوّا نے سوچا، جس کے نام کے صدقے بخشش ہوئی، آج ان کی پیدائش ہو رہی ہے اس مناسبت سے میں نے کہا میرا زیادہ حق بنتا ہے کہ میں جا کے زیارت کروں۔

دوسری خاتون کے آنے کا کیا راز ہے؟ فقیر راز عرض کرتا ہے۔ آسیہ کیوں آئیں؟ اس لئے کہ فرعون سے شادی کی، آپ مسلمان ہو گئیں، جب موسیٰ علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ کی تعریف سنتی تھیں تو کلمہ تو موسیٰ کلیم اللہ کا پڑھا، دل ہمارے حبیب کو دے دیا، اور تمنّا رکھتی تھیں، کبھی زیارت نصیب ہو اور کہا مولا! یہاں تو کافر سے شادی ہوئی ہے، دوزخ میں جائے گا، میں تو بہشت میں جاؤں گی، بہشت میں میرا دولہا کون

---

[60] زرقانی علی المواھب، جلدِ اوّل، صفحہ 62۔

ہو گا؟جواب ملا آمنہ کا لعل۔ تو قبر میں مجھے معلوم ہو گیا، آج مکے میں پیدا ہو رہے ہیں، میں نے کہا اٹھوں اپنے دولہا کی زیارت کر کے آؤں۔

تیسری برقعہ پوش، بی بی حاجرہ کی آمد کیوں ہوئی.......اے آمنہ! میرا بیٹا اسماعیل مِنٰی کے پاس ذبح ہو جاتا، اگر تیرے لعل کا نور میرے بیٹے کے ماتھے میں نہ ہوتا، تو اسماعیل پہ چھری چل جاتی، تو تیرے بیٹے کے نور کی وجہ سے میرا بیٹا بچا، میں زیارت کرنے کے لئے آگئی، میرا حق تھا زیارت کرنا۔

سیّدہ مریم کس مناسبت سے آئیں؟........ پہلی جوانی کا غسل کیا اپنی بستی، محل، جہاں بھی گاؤں تھا مشرقی حصّے میں، قرآنِ پاک کا واقعہ ہے، اوٹ بنائی، جوانی کا پہلا غسل کیا، کپڑے پہن کے کھڑی ہو گئیں، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "جبرئیل نوری فرشتہ بشر بن کے سیّدہ مریم کے سامنے آگیا، سیّدہ مریم پاک نے فرمایا............" میں کنواری لڑکی ہوں، ابھی غسل کیا ہے، دور رہیں، میرے قریب نہ آئیں، اگر متقی ہے تو دور رہ، انہوں نے کہا کہ میں خواہش نفسانی سے پاک ہوں..........میں تیرے رب کا رسول ہوں،............ میں رسول ہوں بیٹا بخشنے آیا ہوں۔ (اللہ کے رسول بیٹا بخش سکتے ہیں، اگر عیسیٰ علیہ السلام جبرائیل بخش ہیں تو نبی بخش، محمد بخش، پیر بخش نام بھی ہو سکتے ہیں، یہ بھی اللہ کی

عطاسے بیٹا بخشتے ہیں) ....اس نے کہانہ میرا کہیں گناہ، نہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ لگایا، مجھے بیٹا کیسے ہو گا؟ جبرائیل نے کہا"یہ بات طے ہو چکی ہے"، بیٹا ضرور تجھے ملے گا، دور سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری، اس پھونک کے اندر سیّدہ مریم حاملہ ہو گئیں، ہمارے دادا آدم بھی پھونک سے پیدا ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی پھونک سے پیدا ہوئے، ان پھونکوں کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے، تعجب ہے جو پھونک نہیں مارتے، تو بزرگوں کی پھونکوں میں برکت ہوتی ہے۔ تو پھونک ماری تو فوراً حاملہ ہو گئیں۔ نو مہینے کی اوسط اسی وقت پوری ہو گئی، سیّدہ مریم نے کہا ہائے میں مر جاتی، بھولی بسری ہو جاتی، آج میرا نام نہ ہوتا، نہ میں بدکار، نہ بے حیا، نہ میرا گناہ، نہ میرا نکاح، اور بیٹا پیدا ہونے کو آ گیا .... میں کیا منہ دکھاؤں گی، اماں کو خالہ کو، ماموں کو، چچا کو، کس منہ سے جاؤں، میں مر جاتی.........رب نے فرمایا، اگر میں بیٹا دے سکتا ہوں تو طعن و تشنیع بھی دور کر سکتا ہوں۔ تو نہ جا آبادی میں، نہ جا رشتہ داروں میں نہ جا اپنے گھر، تو باغ میں چلی جا، کھجور کے نیچے بیٹھ جا۔ زچگی کے وقت دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک گرمائی ہو، تا کہ سردی کا اثر نہ ہو، دوسرا پانی مہیا ہو، اوپر سے گرم گرم کھجوریں گراؤں گا وہ بھی کھاؤ، یہ سردی کا علاج ہے، پاؤں کے نیچے سے چشمہ جاری کروں گا، پانی بھی پینا یہ سردی کا علاج ہے۔ اگر طعن و تشنع کے لئے رشتہ دار آئیں تو چپ کا روزہ رکھنا، تب بھی وہ اعتراض کریں تو انگلی منہ کی طرف

کرنا، جواب نہیں دینا، اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرح اشارہ کرنا یہ صفائی پیش کرے گا۔ جب طعن و تشنیع کے لئے لوگ آئے .... اے مریم! کیسی بیٹی تو پیدا ہوئی؛ نہ تیری خالہ ایسی نہ تیری ماں ایسی تجھے سختی کیسے لگی، تو نے کیا کام کیا؟ تو سیّدہ مریم نے انگلی کا اشارہ کیا یعنی چپ کا روزہ رکھا، اشارہ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف؛ کہنے لگے چھوٹا سا بچہ ہے، اس سے ہم کیا بات کریں، تو بات کر، تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میری طرف آؤ، "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ" میں اللہ کا بندہ ہوں، رب نے مجھے کتاب دی ہے .... انجیل سینے پہ نہیں رکھی تھی، بغل میں نہیں رکھی تھی، دل میں تھی۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام انجیل کے حافظ بن کے آتے ہیں تو مصطفیٰ کریم بھی غیب الغیب میں قرآن کے حافظ بن کے آئے۔

تعلیمِ جبرئیلِ امیں تھی برائے نام
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

اظہارِ آیات الگ ہے، باطنِ مصطفیٰ ﷺ باخبر ہے۔ .... رب نے مجھے کتاب دی ہے، میں بابرکت ہوں، میں برکت والا عیسیٰ علیہ السلام ہوں، میری ولادت کے دن مجھ پر سلام ہو، میرے میلاد پہ مجھ پہ سلام، میلاد کے ذکر پہ سلام پڑھ رہا ہوں، .... مجھ پہ اعتراض کرتے ہو؟ آدم کے بیٹے ہو کے آدم کی اولاد ہو کے؟ چلو میری ماں تو ہے، میرا والد نہیں، ابو نہیں اماں تو ہے، تم آدم کی اولاد سے ہو اور طعن تشنیع کرتے ہو،

آدم علیہ السلام کا نہ باپ ہے نہ ماں ہے، بغیر ماں باپ کے آدم کی اولاد مجھ پہ طعن کرتی ہے، رب نے فرمایا "عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے" اگر رب آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر سکتا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے۔ تو سیّدہ مریم نے کہا مولا، یہاں میری شادی نہیں ہوئی، مجھے بیٹا بھی مل گیا، میں جنّت میں جاؤں گی، میر ادولہا کون ہو گا؟ جواب ملے گا آمنہ کے لعل، مجھے مزار میں پتا چل گیا آج میرے دولہا کی ولادت ہو رہی ہے، میں زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ ان چار مستورات کی آمد میں راز یہ تھا۔ مستورات اور بھی تھیں۔ اب جن کی مبارک باد کے لئے آنے والیاں مزار کے اندر جانتی ہیں، امام الانبیاء ﷺ کا مقام کیا ہو گا؟ اللہ کا نبی مزار میں زندہ ہو تا ہے اللہ کا رزق دیا جاتا ہے۔[61]

آسمان کے ستارے میلاد والی رات سیّدہ آمنہ کے حجرے کے قریب آ گئے، چراغاں کا اہتمام رحمان نے کیا، ہم چراغاں کرتے ہیں اپنی طاقت کے مطابق، رب نے چراغاں کیا اپنی طاقت کے مطابق، یہ چراغاں کرنا سنّتِ الٰہی ہے۔ میلاد کے موقع پہ آسمان کے ستارے سیّدہ آمنہ کے حجرے کے قریب آ گئے۔ تین جھنڈے لگائے گئے، میلاد کی رات، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں ایک کعبے کی چھت پہ[62] ہم جھنڈیاں لگاتے ہیں،

---

[61] سننِ نسائی، جلدِ اوّل، صفحہ 155 .... سننِ ابنِ ماجہ، صفحہ 76 .... مشکوٰۃ، صفحہ 86۔

[62] زرقانی علی المواھب، جلدِ اوّل، صفحہ 112۔

ربّ نے جھنڈے لگائے۔ اپنی طاقت کے مطابق۔ اگر آپ دیکھیں کہ ناظم صاحب آفس میں ہیں یا نہیں، گورنر، وزیرِ اعلیٰ اپنے آفس میں ہیں یا نہیں پتا چل جاتا ہے سمجھ داروں کو، اگر جھنڈا ہو تو سمجھتے ہیں صاحب آفس میں ہیں، اگر جھنڈا نہ ہو تو سمجھتے ہیں کہ صاحب آفس میں نہیں ہیں۔ کعبے پہ جھنڈا کب لگا؟ جب حضور آ گئے تھے، پتا چلا صاحب آ گئے۔ پہلے صاحب نہیں تھے، جھنڈا نہیں تھا، صاحب کے آنے پہ بیت اللہ پہ جھنڈا لگ گیا۔ مکہ کا ہر جانور، بکری بکری سے، دنبہ دنبہ سے مبارک بادی پیش کر رہا تھا فصیح عربی میں۔ مبارک ہو لاوارثوں کے وارث آ گئے۔ جنگل کے جانور، مشرق والے مغرب کی طرف، مغرب والے مشرق کی طرف، شمال والے جنوب کی طرف، جنوب والے شمال کی طرف دوڑ دوڑ کے کہتے تھے پہلے ہم مبارک بادی پیش کریں گے۔ جنگل کے جانور بھی ایک دوسرے کو دوڑ دوڑ کے ہدیۂ تبریک پیش کر رہے تھے کہ پورے جان پہ رحم فرمانے والے تشریف لا رہے ہیں۔ سمندر کی مچھلیاں، سمندر کے جانور ہدیۂ تبریک پیش کر رہے تھے۔[63] اللہ نے فرمایا، "کعبہ جھک" بیت اللہ نے کہا میں "کس طرح جھکوں حاجی میری طرف جھکے، نمازی میری طرف جھکے، نمازی میری طرف جھکے" ربِّ کریم نے فرمایا "میرے گھر! میرے محبوب کے میلاد خانے کو جھک کے سلام کر" ان کی آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا، ان کی آمد تھی کہ ہر

---

[63] زرقانی، جلدِ اوّل، صفحہ 108۔

بت تھر تھرا کے گر گیا، معبودانِ باطلہ پہ رعشہ طاری تھا، بیت اللہ حضور کو جھک کے سلاموں کے گجرے پیش کر رہا تھا۔[64]

شہرِ مکہ کے اندر ایک یہودی اس رات تھا، اس نے کہا میں آسمان پہ دیکھ رہا ہوں کہ احمد کریم کا تارہ طلوع ہو چکا ہے، ان کی ولادت ہوگئی مکے میں دیکھو، پتا چلا حضور کی آمد ہو چکی ہے، جبھی یہ تارہ گواہی دے رہا ہے کہ احمد کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے، سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دروازے سے باہر دیکھا فضا میں کچھ مرد اور عورتیں، حور و غلماں صف بستہ، ہاتھ باندھ کر میرے حبیب پہ درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں، ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے آفتاب ہیں اور کچھ فرشتے ایسے بھی تھے فضا میں گھوم رہے تھے، جلوس نکالے ہوئے ہدیۂ تبریک پیش کر رہے تھے۔

عجیب و غریب معجزات، آیاتِ ولادت اس رات ظاہر ہوئے، سیّدہ آمنہ طیّبہ طاہرہ، فرماتی ہیں صبحِ صادق کا وقت قریب آیا مجھے پیاس لگی، میں نے کہا، ٹھنڈا میٹھا مشروب پیوں، زبان سے میں نے پانی نہیں مانگا، دل میں خیال کیا غیب میں دیکھا، فضا میں ایک پیالہ ہے، دینے والا نظر نہیں آیا، پیالہ ظاہر کر دیا، دودھ سے زیادہ سفید تھا، شہد سے زیادہ میٹھا

[64] معارج النبوۃ، جلد 6، صفحہ 55 .... شواہد النبوۃ، صفحہ 25۔

تھا، میں نے وہ پیالہ لیا اور پیا سکون آ گیا، پیاس بجھ گئی، بیٹھے بیٹھے مجھے اونگھ سے پہلے آقا ﷺ بطنِ مقدس میں تھے، آنکھ کھولی تو مجھ جننے والی کو پتا نہیں کہ وضعِ حمل کیسے ہوا، میں نے آنکھ کھول کر دیکھا غسل کر کے آئے تھے، خوشبو لگی ہوئی تھی، سرمہ ڈالا ہوا تھا، زلف واللیل پہ تیل لگا ہوا تھا، ناف کٹی ہوئی تھی، ختنے کی تکمیل ہو چکی تھی۔ امام برزنجی مدنی نے "المیلاد المریم" میں لکھا جو عرب ممالک میں پڑھا جاتا ہے سارے عربی پڑھتے ہیں، اس میں لکھا ہے اِنَّهُ تَعَالٰی خَاتِمَهٗ بِیَدِهِ الْقُدْرَةِ یہ ساری تکمیل میرے رب نے کیں، کسی کو مائی سنوارے، کسی کو دائی سنوارے، کسی کو اَبْ سنوارے، کسی کو رب سنوارے، قدرت کے شاہ کار نے جب زمین پہ قدم رکھا بقعۂ نور بنا دیا، آتے ہوئے حضور ﷺ نے سجدہ کیا، سجدے کا پتا بھی تھا، مسجود کا بھی پتا تھا، سجدے میں کیا دعا کی؟

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اُمَّتِیْ، رَبِّ هَبْ لِیْٓ اُمَّتِیْ[65] یا اللہ میری امّت کو بخش دے!

پتا چلا اس وقت آپ نبی تھے، نبوّت کا تاج پہن کے آئے تھے، ہم روسیاہ گناہ گاروں کو یاد فرما رہے تھے، میری امّت کو بخش دے۔ آپ کو یہ بھی پتا تھا میری امّت ہے، یہ بھی پتا تھا گناہ گار ہیں، یہ بھی پتا چلا کہ شفاعت کی چابیاں لے کے آئے تھے، شفاعت پہ

---

[65] شواہد النبوۃ، صفحہ 25۔

قبضہ کرکے آئے تھے، اذنِ شفاعت لے کے آئے تھے، آتے ہی شفاعت شروع کر دی۔
اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے ارشاد فرمایا:

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے دُرود
یادگاریِ امّت پہ لاکھوں سلام

قدم مکے میں رکھا، فارس کے اندر ہزار سال سے آگ جل رہی تھی، بارش میں نہیں بجھی، ژالہ باری میں نہیں بجھی، قدم آپ نے مکے میں رکھا فارس کی آگ بجھ گئی، کیا بتایا، میں آگ بھڑکانے کے لیے نہیں آیا ہوں، میں آگ بجھانے کے لئے آیا ہوں، پیدا مکے میں ہوا، فارس کی آگ بجھ گئی، جو میری تعلیمات پہ عمل کرے گا اس کے لئے جہنم کی آگ بھی بجھ جائے گی۔ بغداد کے پاس ہے نوشیرواں کا محل، میں نے دیکھا ہے چودہ کنگرے اس کے گر گئے[66]، چودہ کیوں گرے؟ نہ تیرہ نہ پندرہ؟ چودہ اس لئے گرے علمِ غیب کی خبر تھی کہ چودہ پشتوں تک کافروں و محل میں شاہی کر لو، پھر محل تمہارا ہو گا، جھنڈا میرا ہو گا۔ اس معجزات کے ساتھ، ابھی ایک حصّہ ہی بیان نہیں ہوا، آیاتِ ولادت تک کو

---

[66] ابنِ عساکر.............زرقانی، جلدِ اوّل، صفحہ 121 ....خصائصِ کبریٰ للسیوطی، جلدِ اوّل، صفحہ 51..... البدایة والنهایة، جلد2، صفحہ 268۔

چھوا، ابھی بہت کچھ ہے کہ مہد (جھولا) میں ہوتے تھے جدھر انگلی ہوتی تھی چاند جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں میں رات کو دیکھتی تھی آسمان والا چاند مدینے والے چاند سے ملاقات کرتا تھا، سرگوشی کرتا تھا، باتیں کرتا تھا، بہلاتا رہتا تھا[67]، اور حلیمہ پاک فرماتی ہیں جب تک حضور کو نہیں لے آئی میں راتوں کو چراغ روشن کرتی تھی، جب حضور ﷺ کو لے آئی، سِرَاجًا مُّنِیْرًا کو لے آئی، جب سے حضور ﷺ کو لے آئی رات کو چراغ جلانے کی ضرورہی نہیں تھی۔ فقط میرے گھر میں نہیں، پوری بستی میں قبیلہ بنو سعد کے اندر ہر جگہ حضور ﷺ کی روشنی ہی روشنی تھی۔ چچا عباس نے کہا یارسول اللہ! پہلا نقش آپ کا میرے دل پہ اس وقت ہوا جب آپ ﷺ کی ولادت ہو چکی تھی چالیس دن تھے آپ ﷺ مہد میں جھولے میں تھے اور آپ کا جھولا شمال جنوب کی طرف چل رہا تھا آپ کی ہر انگلی باہر اٹھی ہوئی تھی جدھر آپ انگلی کرتے چاند جھک جاتا۔ یہ آپ کا تصرف، میں نے آپ ﷺ کے مہد میں دیکھا؛ آپ ﷺ چاند سے باتیں کرتے تھے، چاند آپ سے

---

[67] زرقانی، جلدِ اوّل، صفحہ 146۔

باتیں کرتا تھا۔ مجھے یہ باتیں یاد نہیں، سمجھ نہ سکا اگر آپ کو یہ باتیں یاد ہیں تو مجھے بتا دیں، فرمایا: چچا! وہ باتیں مجھے یاد ہیں، اماں نے کپڑا سخت باندھا تھا، دل نے کہا روؤں، چاند کہتا تھا آپ ﷺ نہ روئیں، آپ ﷺ روئیں گے تو میں بھی روؤں گا ستارے بھی روئیں گے، ساری کائنات پریشان ہو جائے گی وہ مجھے بہلاتا تھا، وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا تو عباس نے کہا بڑی شان ہے آپ ﷺ کی کہ چاند کی آپ زبان سمجھ لیتے تھے۔ بے زبان کی باتیں آپ گہوارے میں سنتے تھے بڑی دور سے سنتے ہیں۔ حضور نے کہا: چچا! چاند تو یہ ہے، جب حاملینِ عرش اللہ کی تسبیح پڑھتے تھے ان فرشتوں کی تسبیح میں اماں کے پیٹ میں سنتا تھا۔ چچا! جب لوحِ محفوظ پہ قلمِ قدرت چلتا تھا، اس قلم کی آواز میں اماں کے پیٹ میں بھی سنتا تھا۔ ہم ٹاور والے اسکول کی آواز نہیں سن سکتے، ہم کراچی کے قلم کی آواز، کتنے قلم چل رہے ہیں، کتنے پین چل رہے ہیں ہم یہ نہیں سن سکتے حضور ﷺ کی قوتِ سماعت پہ قربان جاؤں ۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ حلیمہ کے بیٹے فرماتے ہیں کہ میں بکریاں چرانے جاتا تو حضور ﷺ بھی میرے ساتھ جاتے، جب حضور ﷺ میرے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے چلتے، تو چشمے

یہ جانوروں کو پانی پلاتے۔ ہم کہتے کہ یہ پلا لیں تو پھر ہم بھی جائیں گے، یہ پلا کے چلے جاتے تھے، حضور اگر میرے ساتھ ہوتے، بکریاں لے آتے چشمے پہ، کنویں کا پانی اوپر چڑھ آتا کہ ڈول کھینچنے کی تکلیف نہ ہو کہ آمنہ کا لعل ہے میں زیارت بھی کر کے آؤں آپ کی بکریوں کو پانی بھی پلادوں، اوپر کنارے تک آجاتا، زیارتیں بھی کر لیتا، بکریوں کو پانی بھی پیش کر دیتا۔

یہ حلیمہ بھید کھلا ہے کہیں
یہ مقامِ چون و چراں نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے
تیری بکریاں جو چَرا گئے[68]

---

[68] اکثر علما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا بکریاں چَرانا بلا شبہ روایات میں ہے، لیکن ہمیں بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ آخری مصرع اگر یوں پڑھیں:

تیری عظمتیں جو بڑھا گئے

تو زیادہ بہتر ہے۔

لباسِ آدمی پہنا، جہاں نے آدمی سمجھا

مزمّل بن کے آئے تھے تجلّی بن کے نکلیں گے

انہی واقعات کی طرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سورۃ النور کے اندر اشارہ فرمایا کہ میرے نبی کی نبوّت چمکانے کے لئے کسی مقرر کی ضرورت نہیں، میرے نبی ﷺ کا میلاد پڑھو، آیاتِ ولادت سے نبوّت خود چمک رہی رہے، یہ چراغِ محمدی ہے ان پہ لاکھوں، کروڑوں سلام ہوں، اللہ تعالیٰ حضور ﷺ! کے میلاد کے صدقے، آیاتِ ولادت کے صدقے اس گھر میں خیر وبرکت عطا فرمائے، اللہ میرا تمہارا خاتمہ ایمان پر کرے۔